وہابی اور درود

(از مولوی عبید اللہ صاحب)

ہندوستان کے مسلمانوں کی حالت جسقدر خراب اور ابتر ہے شاید کسی دوسرے ملک کے مسلمانوں کی حالت اسقدر خراب اور پست نہیں ہوگی۔ مالی حیثیت سے وہ مفلس اور قلاش اور برادران وطن کے دست نگر ہیں۔ ہندو ساہوکاروں اور بنیوں کے مقروض ہیں آج سے بیس برس پہلے بڑی بڑی زمینداریاں ان کے قبضہ میں تھیں اور مسلمان ایک زراعت پیشہ قوم سمجھے جاتے تھے مگر افسوس ان کی فضولخرچیوں اور بیہودہ رسم ورواج کی پابندی اور حد سے بڑھے ہوئے اخراجات کے باعث ان کی جائدادیں اور اراضی سود درسود کی لعنت میں گرفتار ہوکر ان کے قبضہ سے نکلتی جارہی ہیں۔ تجارت کو مسلمانوں نے غیر شریف وسیلۂ معاش سمجھکر اس سے کنارہ کشی کرلی اس لئے تمام بڑی اور چھوٹی تجارتوں پر ہندوؤں کا قبضہ ہوگیا۔ یہانتک کہ مسلمانوں کو بازار کی معمولی چیزیں بھی ہندوہی کے ہاتھ سے خریدنی پڑتی تھیں اور اب گاؤں کے ہندو مہاجنوں نے مسلمانوں کی ناعاقبت اندیشی سے فائدہ اٹھاکر ان کے دوسرے اہم ذریعہ معاش پر قبضہ کرنے کی ٹھان لی ہے جس کے عبرت انگیز دردناک واقعات آئے دن اخبارات کے ذریعہ ہمکو معلوم ہوتے رہتے ہیں۔ مسلمانوں کی اقتصادی تباہی کا سبب جس طرح ان کی فضولخرچی غیر کفایت شعاری اور سابق شاہانہ زندگی اور حاکمانہ دور کا تخیل اور تصور ہے اسی طرح میرے نزدیک اس کا ایک سبب یہ بھی ہے کہ ہمارے علماء اور واعظین نے انھیں صرف زہد وتوکل اور دنیا سے بے رغبتی کے وعظ سنا سناکر ان کے لئے دنیا کو حقیقی اور ظاہری معنی میں قید خانہ سمجھنے پر مجبور کردیا جس نے ان کو دنیاوی ترقی کے میدان میں جدوجہد کرنے سے بزدل اور کمزور بنا دیا۔ افسوس انھوں نے زہد وتوکل کی تعلیم کے ساتھ دولت کو جائز اور حلال طریقہ سے بیش از بیش حاصل کرکے جائز جگہوں میں خرچ کرنے کی تلقین کی طرف توجہ نہیں فرمائی حالانکہ اسلام رہبانیت ترک لذات محض زہد فی الدنیا کا معلم نہیں ہے ورنہ اسلام کے بہت سے احکام اور تعلیمات مثل زکوٰۃ حج جہاد اوقاف صدقات جاریہ وغیرہ اسلام سے خارج کرنے ہونگے۔ میرا مقصد یہ ہے کہ حضرات واعظین نے زہد فی الدنیا اور توکل کا غلط مفہوم قوم کے سامنے پیش کرکے ان کے ارادوں کو کمزور اور ہمتوں کو پست کردیا۔

مسلمانوں کی تعلیمی پستی بھی کسی سے مخفی اور پوشیدہ نہیں ہے عربی مذہبی تعلیم سے امراء اور رؤسا کو سروکار نہیں حتیٰ کہ وہ اس کو گداگری یعنی امامت اور مسجد کی موذنی وغیرہ کا ذریعہ سمجھتے ہیں اور اب عوام اور متوسط طبقہ میں بھی مذہبی تعلیم کا وہ جوش نہیں ہے جو آج سے دس سال پہلے تھا کیونکہ مغربی اثرات کی اندھی تقلید اور مذہب سے بیزاری کے باعث دلوں سے اس کی عزت اور وقعت کم ہوتی جارہی ہے باقی رہی دنیاوی تعلیم تو شروع میں انگریزی تعلیم کو حرام قرار دیکر مسلمانوں کو اس سے روکا گیا جس کا نتیجہ نہایت افسوسناک اور برا ظاہر ہوا اور جس کا اثر ابتک باقی ہے یعنی اب بھی مسلمان دوسری قوموں کی نسبت اس تعلیم میں بھی بہت پیچھے ہیں اور برادران وطن کے تمام سرکاری محکموں پر قبضہ کرلینے سے مصیبتیں جھیل رہے ہیں۔

اور چونکہ تعلیم اپنے نقائص اور معایب کی وجہ سے محض غلام ساز اور نوکر گر ہے اور ملازمت کا شعبہ محدود ہے اسلئے اب ایسے تعلیمیافتہ ہندو اور مسلمان گداگر پیدا ہو رہے ہیں جن کی کہیں بھی کھپت نہیں ہو سکتی اور جو نہ دین کے ہیں نہ دنیا کے جس طرح تعلیم کے زمانہ میں والدین کیلئے بارگراں تھے ڈگری حاصل کرنے کے بعد بھی ان کے محتاج اور ان پر بوجھ ہیں افسوس نہ ہوئے حالی مرحوم ورنہ وہ صرف مولویوں کو کوسنے پر اکتفا نہ کرتے۔

سیاسی حیثیت سے بھی مسلمانوں کی حالت اچھی نہیں ہے۔ آج سے چند برس پہلے سیاست کا لفظ سنکر مسلمان گھبرا اٹھتے تھے سیاسی مباحث اور ملکی معاملات میں حصہ لینا گناہ عظیم سمجھتے تھے اور یہ اثر تھا گدی نشین پیروں صوفیوں اور مولویوں کی غلط تعلیم کا جنھوں نے جبر و استبداد اور ظلم و جور کی طاغوتی طاقت سے مرعوب ہو کر السلطان ظل اللہ من اکرمہ اکرمہ اللہ ومن اھانہ اھانہ اللہ (بادشاہ وقت زمین پر خدا کا سایہ ہے جو اس کی عزت کریگا خدا اس کی عزت کریگا اور جو اس کی توہین کریگا خدا اس کی توہین کریگا) ۔ وَلَتَجِدَنَّ اَشَدَّ النَّاسِ عَدَاوَةً لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوا الْيَهُوْدَ وَالَّذِيْنَ اَشْرَكُوْا وَلَتَجِدَنَّ اَقْرَبَهُمْ مَّوَدَّةً لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوا الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّا نَصٰرٰى (اے پیغمبر تم مسلمانوں کا سخت ترین دشمن یہودیوں اور مشرکوں کو پاؤگے اور ان کا قریب ترین دوست ان لوگوں کو پاؤگے جنھوں نے اپنے کو نصاری (عیسائی) بتایا) اور اس قسم کی دوسری احادیث و آیات کی غلط اور باطل تفسیر سے مسلمانوں کو بزدل ۔مرعوب ۔نکما کر دیا ۔خدا کا شکر ہے کہ اب ان جاہل مولویوں کی یہ تلبیسات بہت کچھ زائل ہو گئی ہیں اور مسلمانوں میں بیداری اور حرکت ہو رہی ہے۔

مسلمانوں کا تمدن ان کی معاشرت اور تہذیب ان کے اخلاق و عادات دوسری قوموں کے لئے نمونہ اور مثال تھے دوسری قومیں ان کی اتباع اپنے لئے باعث فخر و عظمت سمجھتی تھیں مگر آج انتہائی حسرت و یاس کے ساتھ لکھنا پڑتا ہے کہ مغربی قوم کی اندھی تقلید نے ہماری خصوصیت اور امتیازی شان کو بھی باقی نہیں رہنے دیا ہم مغربی تہذیب اور معاشرت پر آنکھیں بند کر کے ایسے فدا ہوئے کہ اپنی تہذیب و معاشرت کو بربریت اور وحشت خیال کرنے لگے یورپ کی ظاہری شکل و صورت اور چمک دمک سے ہماری آنکھوں کو چکا چوندہ ہو گیا حالانکہ یورپین قومیں اپنے ساتھ اچھی اور بری ہر قسم کی چیزیں لائی ہیں ہمارا فرض ہونا چاہیئے کہ ان کی اچھی چیزیں جو مشرقی اور اسلامی آداب سے متصادم نہ ہوں قبول کر لیں اور بری چیزیں چھوڑ دیں اور اندھا دھند بھیڑ کے گلہ کی طرح ان کے پیچھے نہ ہو لیں۔

تنظیم و سنگھٹن اتحاد و اتفاق میں بھی مسلمانان ہند برادران وطن سے کوئی نسبت نہیں رکھتے ہماری قوم میں جسقدر اختلاف اور پھوٹ ہے فرقہ بندی اور نا اتفاقی ہے ہندوؤں میں ہے نہ سکھوں میں عیسائیوں میں ہے اور نہ دنیا کی کسی دوسری قوم میں غرضکہ ساری قومیں متحد اور متفق ہو کر اپنے سیاسی مذہبی مقاصد اور ملی مفاد کے حاصل کرنے میں کوشاں اور منہمک ہیں مگر ایک ہم ہیں کہ نہ ہماری سیاسی پارٹیاں متحد ہیں اور نہ مذہبی انجمنیں نہ عوام میں اتفاق ہے نہ خواص میں اس کا احساس بلکہ ہر ایک لیڈر اور مولوی اپنی اپنی مسجد الگ بنانے اور قائم رکھنے میں مشغول ہے۔ ایک جماعت دوسری جماعت کے افراد و اشخاص کے متعلق افترا کذب بیانی دشنام دہی بہتان طرازی کو دریغ نہیں کرتی اور مقدور بھر ان کو بدنام کرنے کی کوشش کرتی رہتی ہے تاکہ اپنا اقتدار اور وقار قائم اور باقی رہے غرضکہ یہ سیاسی زعما اور مذہبی رہنما اپنے ذاتی مفاد کی خاطر

اسلام کی مخالف قوت کو مسلط اور برقرار رکھنے لئے مذہب اور اسلام کی خدمت کی آڑ میں عوام کو لڑاتے رہتے ہیں اور اپنی اس حرکت سے مسلمانوں کو بدنام اور ذلیل کرتے ہیں حقیقت بین اصحاب جانتے ہیں کہ ان ناعاقبت اندیش لیڈروں اور مولویوں کی اس ہنگامہ آرائی سے کس کو تقویت پہنچ رہی ہے کاش یہ بھی عقل وخرد سے کام لیکر اسلام کی عزت اور حرمت قائم رکھتے۔ جہلا اور عوام سے اس قسم کی حرکت صادر ہو تو وہ ایک حد تک معذور ہیں مگر تعجب ہے ان علما اور صوفیا پر جو عوام کو خوش کرکے اپنی جیبوں کو گرم کرنے کیلئے اپنی بزرگی اور تقدس باقی رکھنے کیلئے قرآن اور حدیث کے نصوص کو پس پشت ڈال دیتے ہیں اور ایک دوسرے کے خلاف ایسی کذب بیانی اور افترا پردازی دشنام دہی تکفیر و تفسیق تضلیل وتجہیل سے کام لیتے ہیں کہ انسانیت اس سے شرماتی ہے۔

حنفیوں خصوصاً رضائی پارٹی کی طرف سے اہلحدیثوں پر آئے دن نئے نئے بہتان باندھے جاتے ہیں گندہ اور بیہودہ مسائل ان کی طرف منسوب کئے جاتے ہیں جن سے خود فقہ حنفی کا دامن پاک اور منزہ نہیں ہے جسکو شک ہو وہ درمختار وغیرہ کے مطالعہ کے ساتھ "حقیقۃ الفقہ" اور مولانا محمد صاحب مدظلہ کی تصانیف متعلق فقہ حنفی اور اخبار "محمدی" کا بنظر انصاف مطالعہ کرے اہلحدیثوں کو وہابی نجدی شیخ محمد بن عبدالوہاب نجدی کا متبع کہا جاتا ہے چنانچہ ایک بزرگ حنفی نسائی مطبوعہ مجتبائی ج ۱ صنا۳ کے حاشیہ پر تحریر فرماتے ہیں۔

ثم لیعلم الذین یدینون دین عبد الوهاب النجدی ویسلکون مسالکه فی الاصول والفروع و یدعون فی بلادنا باسم الوهابیین وغیر المقلدین ویزعمون ان تقلید احد الائمة الاربعة رضوان الله علیهم شرك وان من خالفهم هم المشرکون ویستبیحون قتلنا اهل السنة وسبی نسائنا وغیر ذلك من العقائد الشنیعة التی وصلت الینا منهم بواسطة الثقات وسمعنا بعضا منهم ایضا هم فرقة من الخوارج وقد صرح به العلامة الشامی فی کتابه رد المحتار عند قول صاحب الدر المختار ویکفرون اصحاب نبینا صلی الله علیه وسلم فی کتاب البغاة حیث قال قد علمت ان هذا غیر شرط فی مسمی الخوارج بل هو بیان لمن خرجوا علی سیدنا علی رضی الله عنه والا فیکفی فیهم اعتقاد کفر من خرجوا علیه کما وقع فی زماننا فی اتباع عبد الوهاب الذین خرجوا من نجد و تغلبوا علی الحرمین وکانوا ینتحلون مذهب الحنابلة لکنهم اعتقدوا انهم هم المسلمون وان من خالف اعتقادهم مشرکون واستباحوا بذلك قتل اهل السنة وقتل علماءهم حتی کسر الله شوکتهم و خرب بلادهم وظفر بهم عساکر المسلمین عام ثلث وثلثین ومائتین والف انتهی۔

(ترجمہ) معلوم ہونا چاہیے کہ جو لوگ عبدالوہاب نجدی کے دین اور مذہب کے پیرو ہیں اور اصول وفروع ہیں اس کے مسلک پر گامزن ہیں اور جنکو ہندوستان میں وہابی اور غیر مقلد کہا جاتا ہے اور جو تقلید شخصی کو شرک اور اپنے مخالفین کو شرک سمجھتے ہیں اور اہل سنت کے قتل اور ان کی عورتوں کے قید کر لینے کو مباح اور حلال جانتے ہیں اور جن کی طرف بعض دوسرے برے عقائد منسوب کئے جاتے ہیں جن کی ہم کو ثقات معتبر لوگوں نے اطلاع دی ہے اور بعض وہابیوں سے ہم نے خود سنا ہے یہ سب کے سب خارجی ہیں علامہ شامی نے بھی اپنی کتاب رد المحتار میں اس کی تصریح کر دی ہے چنانچہ وہ فرماتے ہیں

کہ خارجی ہونیکے لئے صحابہ کرام کو کافر سمجھنا شرط نہیں ہے خارجی ہونے کیلئے امام وقت کو کافر خیال کرنا کافی ہے جیسا کہ ہمارے زمانہ میں پیروان عبدالوہاب نجدی کا حال ہے جو نجد سے نکلکر حرمین پر قابض ہوگئے اور جواپنے کو حنبلی کہلاتے ہیں لیکن ان کا عقیدہ ہے کہ دنیا میں صرف وہی مسلمان ہیں اور جولوگ ان کے عقائد کے خلاف اپنے عقائد رکھتے ہیں وہ مشرک ہیں اور جنھوں نے اس بہانے سے اہلسنت اور انکے علماء کے قتل کو مباح سمجھ لیا ہے حتی کہ اللہ نے ان کی شوکت اور قوت ۱۲۳۳ھ میں ختم کردی۔

کس دلیری اور جرأت کے ساتھ بلکہ سادگی اور بھولے پن سے ہندوستان کے اہلحدیثوں کو عبدالوہاب نجدی کا پیرو اور متبع بتایا گیا ہے پھر خارجی ہونے کا فتوی جڑ دیا گیا ہے اور اس کے بعد ان کی طرف وہ باتیں منسوب کی گئیں ہیں جن سے وہ پاک ہیں بلکہ یہ عقائد خود رضائی جماعت کے ہیں شک ہو تو فتاوی رضایہ اور ان صوفیائے کرام کی تصانیف ملاحظہ ہوں جو اہلحدیثوں کو کافر اور حرامزادہ حلال الدم سمجھتے ہیں ہماری طرف سے بارہا کہا گیا ہے کہ ہماری مذہب کی بنیاد کتاب اللہ اور احادیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں ان دو چیزوں کے علاوہ ہم کسی چیز کو دین کی بنیاد نہیں قرار دیتے ہم نے خدا اور اس کے رسول کے اور اپنے درمیان کسی غیر معصوم امام یا عالم اور بزرگ کو واسطہ نہیں ٹھیرایا ہے خلاصہ یہ کہ ہم نے براہ راست بلا واسطہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دامن پکڑ رکھا ہے اسلئے ہم نہ ائمہ اربعہ میں سے کسی کے مقلد ہیں اور نہ علامہ محمد بن عبدالوہاب نجدی کے ہمارے نزدیک ان میں سے کوئی بھی واجب الاتباع نہیں ہے پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے بعد سب ائمہ اور صلحاء غیر واجب الاتباع ہونے میں یکساں ہیں پس اہلحدیثوں کو محمد بن عبدالوہاب کا یا کسی اور کا مقلد یا پیرو قرار دینا ظلم صریح ہے ہم کو اس سے زیادہ علامہ شامی پر تعجب اور افسوس ہے کہ انھوں نے کیسے اتنی بڑی غیر ذمہ دارانہ بات بغیر تحقیق کے لکھ ماری یہ سب محض مذہبی تعصب اور کجروی اور تقلید کا کرشمہ ہے کہ ایک موحد اور متبع سنت جماعت کو احیائے سنت کی پاداش میں خارجی لکھ دیا گیا ہم کو یقین ہے کہ اگر انھوں نے علامہ محمد بن عبدالوہاب کی تصانیف دیکھی ہوتیں تو ہرگز ایسی غیر محقق اور بے بنیاد بات نہ لکھتے۔

رضائی گروہ کی طرف سے اہلحدیثوں پر یا نجدی وہابیوں پر جو الزامات اور بہتانات لگائے جاتے ہیں ان میں ایک بڑا بہتان اور سفید جھوٹ یہ ہے کہ اہلحدیث نجدی وہابی شفاعت کے منکر ہیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر درود نہیں بھیجتے۔ وہی محشی موصوف نسائی صہ ۱۵۱ کے حاشیہ پر تحریر فرماتے ہیں۔

تامل ان مثلہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا کان یتاثر من مثل تلک الھیئۃ فکیف بالغیر من اھل الاھواء والبدع مثل الوھابیین الذین ینکرون شفاعۃ خاتم النبیین ویوقعون التفرقۃ والفساد بین المومنین ویبغضون ارکان الدین من العلماء المجتھدین فعلیک عنھم وعن من ھو مثلھم فی افساد الدین الخ

دیکھا آپ نے کس طرح وہابیوں کو۔ اہل ہوا بدعتی منکر شفاعت مسلمانوں میں تفرقہ اور فساد ڈالنے والے مجتہدین امت سے بغض اور دشمنی رکھنے والے القاب سے یاد کیا گیا ہے پھر ان سے الگ تھلگ رہنے یعنی شادی بیاہ لین دین ترک کرنے

بلکہ کامل بائیکاٹ کی ہدایت فرمائی گئی ہے۔ مقاطعہ اور سوشل بائیکاٹ کے متعلق تو اب بھی دیوبند وغیرہ سے کبھی کبھی مکروہ چھینٹے دیکھنے میں آجایا کرتے ہیں اور وہ زیادہ تعجب کا باعث نہیں ہیں تعجب ان محشی صاحب پر ہے جو خدمت حدیث کے پردے میں سچے مسلمانوں کو صلواتیں سنا رہے ہیں اور ایسی باتیں ان کی طرف منسوب کر رہے ہیں جن سے ان کا دامن پاک اور منزہ ہے۔ افسوس افترا پردازی کا نام خدمت حدیث رکھا جاتا ہے اور اس پر جماعت حنفیہ فخر کرتی ہے مبارک ہو یہ امتیاز اور خصوصیت

جماعت اہلحدیث یا نجدیوں پر یہ الزام اور افترا کہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر درود نہیں بھیجتے ایسا ہے کہ کبھی کسی اہلحدیث یا وہابی کے تصور میں بھی نہ آیا ہوگا۔ یہی وجہ ہے کہ علمائے اہلحدیث اس کے دفعیہ کی طرف توجہ نہیں کرتے مگر آج ہم ایک عینی شہادت نقل کرتے ہیں جس سے مسئلہ درود کے بارے میں وہابیت کے تین بڑے ارکان کے خیال اور عقیدہ پر صحیح روشنی پڑتی ہے ہم امید کرتے ہیں کہ مخالفین وہابیت سطور ذیل بغور ملاحظہ فرمائیں گے +

محترم مجلہ "المنار" مصر کے ایڈیٹر علامہ سید محی الدین رضا گذشتہ سال حج کے لئے حجاز تشریف لیگئے تھے واپسی پر انھوں نے سفرنامہ حجاز مرتب فرمایا جس میں علامہ موصوف نے حجاز کے چشم دید حالات اور مشاہدات کو بالتفصیل درج کیا ہے یہ سفرنامہ "مطبعۃ المنار" میں چھپکر شائع ہو گیا ہے جس کا ایک ورق ہم اپنی ہندوستانی زبان میں منتقل کرتے ہیں اور مخالفین وہابیت سے درخواست کرتے ہیں کہ وہ اس تحریر کو پڑھنے کے بعد اپنی کذب بیانی اور نیش زنی سے باز آئیں۔

ایڈیٹر "المنار" فرماتے ہیں۔

گذشتہ سال جب میں فریضہ حج ادا کرنے کیلئے حجاز جا رہا تھا تو "کوثر" جہاز میں ایک مصری حاجی نے مجھ سے کہا کہ وہابی لوگوں کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر درود سلام بھیجنے سے روکتے ہیں اور اگر کوئی ان کے سامنے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجتا ہے تو وہابی اس کو سخت سزا دیتے ہیں اور درود بھیجنے والے کو زدوکوب کرتے ہیں۔ میں نے جواب میں اس مصری سے کہا کہ یہ محض غلط اور بے بنیاد الزام ہے جسے مخالفین وہابیت اور دشمنان ابن سعود پھیلانا چاہتے ہیں۔ مصری نے کہا کہ یہ غلط اور محض خیال و وہم نہیں ہے بلکہ کھلی ہوئی ناقابل انکار حقیقت ہے آپ خود اپنی آنکھوں سے دیکھ لینگے۔ حجاز پہنچکر میں برابر ایسے موقعہ کی تلاش میں رہا جس سے اس الزام کی تردید یا تصدیق ہو سکے۔

گذشتہ ۱۱ مارچ کو پہلی مرتبہ جلالۃ الملک سلطان عبدالعزیز آل سعود (خلد اللہ ملکہ) نے مجھے شرف ملاقات بخشا میں نے دیکھا کہ ایک بزرگ عالم شاہ کو قرآن مجید کی تفسیر سنا رہے ہیں جب مفسر نے اپنی قرأت ختم کر لی تو شاہ نے دین قیم اسلام کی خوبیاں اور فضائل بیان کرنا شروع کیا اور اس اثنا میں جب ان کی زبان پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر مبارک آجاتا تو وہ آنحضرت پر ضرور درود و سلام بھیجتے ایک دفعہ بھی تو ایسا نہیں ہوا کہ آنحضرت کا ذکر آیا ہو اور سلطان نے درود نہ بھیجا ہو۔

اس کے بعد مجھکو نجد کے مشہور بزرگ علامہ شیخ عبداللہ بن بلیہد سے ملنے کا اتفاق ہوا انھوں نے مجھے ایک رسالہ جامع المسالك فی احکام المناسك عنایت فرمایا جس میں انھوں نے حج کے احکام کو مفصل طور پر بیان کیا ہے اس رسالہ کو حکومت حجاز مفت تقسیم کرتی ہے میں نے اس الزام کی حقیقت معلوم کرنے کیلئے اس رسالہ کی ورق گردانی شروع کی تو دیکھا کہ علامہ موصوف جہاں کہیں بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اسم مبارک ذکر کرتے ہیں وہاں بالالتزام صلوٰۃ و تسلیم ذکر کرتے

ہیں میں نے موصوف سے عرض کیا بعض لوگ وہابیوں کو یہ الزام دیتے ہیں کہ یہ آنحضرتؐ کے نام کے ساتھ درود و سلام نہیں ذکر کرتے اور میں دیکھتا ہوں کہ آپ نے اس رسالہ میں آنحضرت کے اسم شریف کے ساتھ صلوٰۃ و سلام کا التزام کر رکھا ہے در آنحالیکہ آپ کے علاوہ بعض لوگ اس کا التزام نہیں کرتے اور غلطی کر جاتے ہیں اور بعض حضرات تو حرف ص یا حروف صلعم یا صلّم لکھنے پر کفایت کرتے ہیں علامہ نے فرمایا پورا درود و سلام ذکر کرنے کے بجائے صرف ان حروف پر اکتفا کرنا سخت قبیح اور معیوب ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مقدس نام کے بعد پورا صلوٰۃ و سلام ذکر کرنا ضروری ہے جیسا کہ معتبر اور معتمد علمائے سلف نے اس کا التزام کیا ہے پھر ممدوح نے چند متقدمین علما کے نام گنائے اور ان علما نے اس بارے میں جو کچھ لکھا ہے اس کو بھی ذکر کیا۔ پھر میں نے ۱۹ مارچ کو مکہ میں سلطان سے قصر شاہی میں اخبار نویسوں کے وفد کے ساتھ ملاقات کی ہم شاہ سے دیر تک بات کرتے رہے اثنائے گفتگو میں میں نے جلالۃ الملک سے عرض کیا میں دیکھتا ہوں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اسم مبارک جب آپ کی زبان پر آتا ہے آپ ضرور درود و سلام بھیجتے ہیں لیکن باوجود اس کے بعض لوگ یہ کہتے ہیں کہ وہابی آنحضرت پر صلوٰۃ و سلام نہیں بھیجتے جلالۃ الملک نے فرمایا بڑے تعجب کی بات ہے آخر ہم کیوں آنحضرت پر درود نہیں بھیجیں گے اللہ تعالیٰ کے بعد کون ہے کہ ہم اللہ کے پیارے نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) سے بھی زیادہ اس سے محبت کریںگے۔ خدا کی قسم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دنیا کی تمام چیزوں سے ہم کو محبوب اور پیارے ہیں ہم اپنے بال بچوں سے زیادہ آپ کے دین کی حفاظت کرتے ہیں اور اس کی طرف سے مدافعت ضروری سمجھتے ہیں۔ ہمارے ناموس پر ہمارے حریم پر ہماری عزت و آبرو پر حملہ کیا جاوے اس سے ہم کو ناقابل برداشت تکلیف پہنچتی ہے اور ہمارا جذبہ حمیت و انتقام بھڑک اٹھتا ہے اسی طرح بلکہ اس سے بھی کروڑہا درجہ زیادہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں معمولی گستاخی کرنے آپ کی تنقیص اور آپ کو اُس مرتبے گھٹانے سے جس پر آپ کو خدا نے سرفراز فرمایا ہے ہمارے جذبہ محبت و حمیت و غیرت کو ناقابل برداشت ٹھیس لگتی ہے اور اسکو ہم کسی طرح بھی گوارا نہیں کر سکتے بلکہ ہم آنحضورؐ کو اپنی جان اپنے عزیز و اقارب اپنے بچوں اور بیویوں دولت و زر عزت و آبرو سے زیادہ عزیز اور پیارا یقین کرتے ہیں اور آپ کے ناموس پر اپنے آپ کو قربان کر دینا انتہائی سعادت اور اخروی نجات کا واحد ذریعہ جانتے ہیں۔ یہی نہیں بلکہ ہم تو آپ کے خلفاء راشدین اور ہر خادم اسلام خصوصاً ائمہ اربعہ سے غایت درجہ محبت رکھتے ہیں اور ان کا انتہائی احترام کرتے ہیں رضی اللہ عنہم اجمعین۔ جلالۃ الملک نے فرمایا ہم حق کے طالب اور متلاشی ہیں پس حق اور صحیح بات ہم کو جہاں بھی ملیگی قبول کر لیں گے خواہ وہ کسی مذہب کی ہو اور جس عالم کی فرمودہ ہو ہم امت کے کسی ایک غیر معصوم معین عالم کو اپنا مقتدیٰ سمجھکر اس کی ہر بات کو خواہ وہ غلط ہو یا صحیح واجب العمل نہیں سمجھتے اور ایسا کر کے لاالفرق بین احد کے مرتکب نہیں بننا چاہتے۔ ہم تفسیر ابن کثیر بہت پسند کرتے ہیں اس سے بہت زیادہ شغف رکھتے ہیں حالانکہ اس کے مصنف حافظ عماد الدین ابن کثیر شافعی المذہب ہیں۔ ہاں ہم باوجود اس کے امام احمد بن حنبل کی طرف اجتہادی مسائل میں رجحان اور میلان رکھتے ہیں تو محض اس وجہ سے کہ اور ائمہ کی نسبت ان کا مسلک احادیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے قریب تر ہوتا ہے اور وہ دیگر اماموں کی نسبت حدیث کی طرف اپنی توجہ زیادہ رکھتے ہیں پس کیا اس کے بعد بھی ہمارے متعلق یہ پروپیگنڈا درست ہوگا کہ ہم ائمہ مجتہدین سے دشمنی رکھتے ہیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر درود و سلام

نہیں بھیجتے حالانکہ آپ ہی کے ذریعہ ہم کو دین پہنچا جس کی اتباع سے ہم کو خدا کی اطاعت وعبادت نصیب ہوئی پھر جلالۃ الملک نے دیر تک خاص اسی مسئلہ پر روشنی ڈالی دریں اثنا آپ کے چہرے پر تاثر کی کیفیت ظاہر اور آشکارا تھی۔

اڈیٹر "المنار" فرماتے ہیں پھر میں نے مدینہ منورہ میں حضرت شیخ عبدالعزیز بن ابراہیم امیر مدینہ سے ملاقات کی دیکھا کہ وہ بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نام کے ساتھ بالالتزام درود و سلام ذکر کرتے ہیں میں نے ان سے بھی مخالفین وہابیت کا الزام مذکور ذکر کیا امیر مدینہ نے سختی کے ساتھ اس الزام کی تغلیط اور تردید کی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنے کے وجوب کے متعلق مفصل بحث سنائی جس کا ایک حصہ یہ ہے کہ ہم نجدی وہابی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنے کو رکوع سجدہ قیام قرأت قرآن کی طرح نماز کا رکن سمجھتے ہیں بغیر درود و سلام کے ہمارے نزدیک نماز صحیح اور کافی نہیں ہوگی درانحالیکہ بعض ائمہ (مالکؒ وابوحنیفہؒ) اس کو نماز کا رکن نہیں کہتے بلکہ سنت کہتے ہیں ہمارا یہ مذہب مخالفین وہابیت کے الزام کی تردید اور ابطال کیلئے کافی ہے بلکہ حجت قطعی ہے"

ناظرین کرام! وہابیت کے تین بڑے قطب اور ارکان کا یہ عقیدہ اور فیصلہ ہے۔ جلالۃ الملک المعظم (ایدہ اللہ بنصرہ وخلد ملکہ) اور ان کی حکومت کے ایک بزرگ ترین عالم شیخ عبداللہ بن بلیہد اور حکومت سعودیہ کے اشرف ترین صوبہ مدینہ منورہ کے گورنر شیخ عبدالعزیز بن ابراہیم تینوں کی زبانی اور ان کی تحریروں سے روز روشن کی طرح ثابت ہوگیا کہ وہابیوں کے متعلق یہ الزام کہ وہ آنحضرت پر درود و سلام نہیں بھیجتے سفید جھوٹ اور شرمناک بہتان ہے۔ آخر میں میں ناظرین سے درخواست کرتا ہوں کہ اگر وہابیوں کے عقائد معلوم کرنے ہوں تو علامہ شیخ محمد بن عبدالوہاب نجدی کی کتاب التوحید اور تحفہ وہابیہ وغیرہ کا مطالعہ کریں ان کتابوں کا مطالعہ کرنے سے ان الزامات اور اتہامات کی حقیقت کھل جائیگی جو نجدیوں کو بدنام کرنے کیلئے پھیلائے جاتے ہیں۔ بلکہ میں تو آپ سے کہونگا کہ اگر آپ کو اپنا ایمان عزیز ہے اور آپ اسلام کی ہی تصویر اور اس کا صحیح نقشہ دیکھنا چاہتے ہیں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور خلافت راشدہ کے زمانوں میں موجود تھا جو رائے وقیاس غلط توجیہات اور باطل تاویلات علماء سوء کے جدل وخلاف سے پاک اور محفوظ ہے جو سچے معنی میں دین یسر اور ملت سمحا ہے جو فقہاء کی موشگافیوں سے پیدا ہونے والے الجھاؤ اور پیچیدگیوں سے بری ہے غرض یہ کہ اگر آپ ٹھیٹھ اور سچا اسلام دیکھنا چاہتے ہیں تو علامہ ابن تیمیہؒ اور ان کے شاگرد رشید علامہ ابن القیمؒ کی تصانیف بنظر غائر پڑھیں ان کی اکثر تصانیف کا اردو میں ترجمہ ہوچکا ہے۔ ان کتابوں کے مطالعہ سے آپ پر یہ بات روشن ہوجائیگی کہ علماء سوء نے اپنی موشگافیوں اور مردود توجیہات وتاویلات سے اسلام کو کسقدر مشکل اور پیچیدہ مذہب بنادیا ہے اور یہ کہ انھوں نے احادیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وظواہر نصوص قرآنیہ سے اعراض کرکے اسلام کی اصلی تصویر پر موٹا اور غلیظ پردہ ڈالدیا ہے۔ علامہ ابن القیم کی ایک جلیل القدر کتاب اعلام الموقعین کا ترجمہ نہیں ہوا تھا الحمد للہ کہ اس کمی کو مولانا محمد صاحب ایڈیٹر اخبار محمدی نے پوری کردیا۔ یوں تو علامہ ممدوح کی ہر کتاب جواہر پاروں اور بے مثل تحقیقات کا خزانہ ہے مگر ان تمام میں غالباً "اعلام" کا درجہ سب سے بڑھا ہوا ہے اس کتاب کی جلالت وعظمت کا اندازہ لگانا ہو تو حضرت مولانا ابوالکلام آزاد کے ان دو گرامی ناموں سے کیجئے جنہیں

ایک تو مولانا ممدوح نے کسی شخص سے ترجمہ کی خبر سنکر مولانا محمد صاحب کو لکھا تھا آپ ترجمہ کی خبر پر انتہائی خوشی کا اظہار فرماتے ہوئے لکھتے ہیں "آپ اس طرف متوجہ ہوئے ہیں تو میں کہونگا آپ نے ایک نہایت موزون کتاب ترجمے کے لئے منتخب کی ہے اللہ تعالیٰ آپ کو مزید توفیق کار عطا فرمائے۔ مباحث فقہ و حدیث میں متاخرین کا کافی ذخیرہ موجود ہے لیکن اس سے بہتر اور اصلح کوئی کتاب نہیں ہے اسے اردو میں ترجمہ کر دینا اس گوشے کی تمام ضروریات یک دفعہ پوری کر دینی ہیں خصوصیت کے ساتھ اس کی ضرورت انگریزی تعلیم یافتہ طبقہ کے لئے ہے اس طبقہ میں بہت سے لوگ مذہبی ذوق سے آشنا ہو چکے ہیں لیکن صحیح مسلک کی خبر نہیں رکھتے اور عربی سے ناآشنا ہونیکی وجہ سے براہ راست مطالعہ نہیں کر سکتے اگر اعلام اردو میں شائع ہوگئی تو ان کی فہم و بصیرت کیلئے کافی مواد مہیا ہو جائیگا میں نہایت خوش ہوں گا اگر اس ترجمہ کی اشاعت میں آپ کو کچھ مدد دے سکوں۔"

اور دوسرا گرامی نامہ حضرت مولانا آزاد نے "اعلام" کے شائع شدہ دو حصوں کے ملاحظہ فرمانیکے بعد تحریر فرمایا ہے آپ لکھتے ہیں "اعلام الموقعین کے ترجمے کے دو حصے پہنچے یہ دیکھکر نہایت خوشی ہوئی کہ آپ اس کا ترجمہ شائع کر رہے ہیں مباحث فقہ و حدیث و حکمت تشریع اسلامی میں متاخرین کی کوئی کتاب اس درجہ محققانہ اور نافع نہیں ہے جس درجہ یہ کتاب ہے عرصہ ہوا میں نے بعض عزیزوں کو جو ترجمے کے کام سے دلچسپی رکھتے ہیں اس کتاب کے ترجمے کا مشورہ دیا تھا لیکن انہوں نے صاحب اعلام کی بعض دیگر مختصرات کو ترجیح دی اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر دے کہ اس مفید خدمت دینی پر متوجہ ہوئے میں ان تمام لوگوں کو جو مذہبی معلومات کا شوق رکھتے ہیں اور اصل عربی کا مطالعہ نہیں کر سکتے۔ مشورہ دوں گا کہ اس کتاب کا مطالعہ ضرور کریں خصوصیت کے ساتھ انگریزی تعلیم یافتہ حضرات کو اس کا مطالعہ کرنا چاہیے ان میں بڑی تعداد ایسے لوگوں کی پیدا ہوگئی ہے جو مذہبی معلومات سے شغف رکھتے ہیں لیکن چونکہ اسلام کے اندرونی مذاہب و مشارب کی پیچیدگیوں سے باخبر نہیں ہیں اسلئے بسا اوقات ان کا مذہبی شغف غلط راہوں میں ضائع جاتا ہے اس کتاب کا مطالعہ ان پر واضح کر دے گا کہ حکمت و دانش کی حقیقی راہ کن لوگوں کی راہ ہے؟ متبعین کتاب و سنت کی یا اصحاب جدل و خلاف کی"

مولانا آزاد کے ان دونوں گرامی ناموں سے کتاب کی اہمیت پر کافی سے زیادہ روشنی پڑتی ہے اسلئے ہم اس سے زیادہ اس کے متعلق کچھ کہنے کی ضرورت نہ سمجھتے ہوئے "محدث" کے ناظرین سے پرزور درخواست کرتے ہیں کہ وہ اس کتاب کو دفتر اخبار محمدی دہلی باڑہ ہندو راؤ سے منگا کر ضرور مطالعہ فرمائیں اور اپنے دوست احباب کو بھی اسکی ترغیب دلائیں اس کتاب کے اب تک تین حصے شائع ہو چکے ہیں پہلے حصہ کی قیمت ۲ اور دوسرے کی ۸ تیسرے کی ۸ ہے۔ صفحات بالترتیب ۲۰۰، ۱۴۸، ۱۵۲ سائز اخبار محمدی کتابت و طباعت عمدہ اور سرورق دیدہ زیب ہے۔